سوال

ایک لڑکی کا والد کسی دوسرے ملک گیا اور اس کے جانے کے بعد دادے نے لڑکی کی رضامندی کے بغیر ہی شادی کردی، اور والد کو بھی نہ بتایا، دادے کا خیال تھا کہ والد اس پر موافق ہے، لیکن جب والد کو علم ہوا تو اس نے اس شادی سے انکار کردیا، اور اس سے طلاق لینے کا عزم کیا اور جب واپس آیا تو اس نے ارادہ بدل دیا اور لڑکی نے بھی اس شادی کو تسلیم کرلیا، لیکن یہ شادی کے بہت طویل عرصہ کے بعد، کیا یہ عقد نکاح صحیح ہے، اور جو مدت وہ اکٹھے رہے اس کا حکم کیا ہے؟ اور کیا دادے کو لڑکی کے باپ کے علم کے بغیر لڑکی کی شادی کرنے کا حق حاصل ہے حالانکہ لڑکی اس شادی سے انکار بھی کررہی ہو، اور اب جبکہ شادی کو کئی برس بیت چکے ہیں ان پر کیا لازم آتا ہے؟

جواب

الحمد للہ

اول :

نکاح کے لیے کچھ شروط ہیں ان کے بغیر نکاح صحیح نہیں ہوتا :

ان شروط میں خاوند اور بیوی کی رضامندی شامل ہے؛ اس لیے باپ اور نہ ہی کسی دوسرے ولی کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ عاقل و بالغ رشیدہ عورت کی اجازت کے بغیر اس کا نکاح کر دے کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

"شادی شدہ اپنے آپ کی ولی سے زیادہ حقدار ہے، اور کنواری سے اس کے متعلق اجازت لی جائیگی، اور اس کی اجازت اس کی خاموشی ہے"

صحیح مسلم حدیث نمبر (1421).

خنساء بنت خذام انصاریہ رضی اللہ تعالی عنہا بیان کرتی ہیں کہ وہ شادی شدہ (یعنی طلاق یافتہ یا بیوہ) تھیں تو ان کے والد نے ان کی پسند کے بغیر شادی کردی، چنانچہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے نکاح کو رد کردیا"

صحیح بخاری حدیث نمبر (5139).

اس لیے اگر عورت کی رضامندی کے بغیر نکاح ہو تو یہ نکاح صحیح نہیں ہوگا

شیخ محمد بن ابراہیم رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"نکاح صحیح ہونے کی شروط میں خاوند اور بیوی کا رضامند ہونا شامل ہے، اگر وہ دونوں یا کوئی ایک راضی نہ ہو تو نکاح صحیح نہیں ہوگا" انتہی

دیکھیں : فتاوی ورسائل محمد بن ابراہیم آل شیخ (64/10).

اور شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"اس مسئلہ میں راجح قول یہی ہے کہ والد اور کسی اور کے لیے حلال نہیں کہ وہ عورت کو کسی ایسے تخص سے شادی کرنے پر مجبور کرے جس سے شادی کرنے پر راضی نہ ہو چاہے وہ کفو بھی ہو.

اس بنا پر آدمی کا اپنی بیٹی کو کسی ایسے شخص سے شادی کرنے پر مجبور کرنا جس سے وہ شادی نہیں کرنا چاہتی حرام ہوگا، اور حرام نہ تو صحیح ہوتا ہے اور نہ ہی نافذ

اس راجح قول کے مطابق والد کا اپنی بیٹی کا کسی ایسے شخص سے شادی کرنا جسے وہ نہیں چاہتی فاسد ہوگا اور عقد نکاح بھی فاسد ہوگا" انتہی مختصرا

دیکھیں: فتاوی نور علی الدرب (129/10).

اور نکاح صحیح ہونے کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ:

عقد نکاح ولی یا اس کا وکیل کرے؛ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"ولی کے بغیر نکاح نہیں ہوتا"

سنن ابو داود حدیث نمبر (2085) اسے ابو موسی رضی اللہ تعالی عنہ نے روایت کیا ہے، اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح سنن ابو داود حدیث نمبر (1818) میں صحیح قرار دیا ہے

عورت کا باپ اولیاء میں سب سے پہلے ہے اس لیے باپ کی موجودگی میں کسی اور ولی کے لیے باپ کی اجازت کے بغیر بیٹی کا نکاح کرنا جائز نہیں ہے

اس لیے اگر کسی دوسرے نے دادا یا کسی اور نے باپ کی رضامندی یا اس کے علم کے بغیر نکاح کر دیا تو یہ نکاح صحیح نہیں ہوگا، کیونکہ یہ نکاح ولی کی رضامندی کے بغیر ہوا ہے

مزید تفصیل کے لیے آپ الموسوعۃ الفقھیۃ (90/33) اور المغنی (21/7) کا مطالعہ کریں

اس بنا پر ہونے والا یہ نکاح دو سبب کی بنا پر صحیح نہیں ہے:

ایک تو بیوی کی رضامندی نہیں تھی

اور دوسرا یہ نکاح ولی کے بغیر ہوا ہے

اس لیے اب جبکہ ولی اور عورت دونوں راضی ہو چکے ہیں ان پر یہ لازم آتا ہے کہ وہ یہ نکاح دوبارہ کریں، اور اس لڑکی کا والد خاوند کو کہے کہ میں نے اپنی بیٹی کا تیرے ساتھ نکاح کیا اور خاوند کہے میں نے قبول کیا، اور اس میں دو گواہ بھی ضرور ہوں، تو اس طرح یہ غلط کام صحیح ہو جائیگا، اور اس عورت کا اس دوسرے صحیح نکاح پر مہر ہوگا، اور خاوند اور بیوی کو حق حاصل ہے کہ وہ کسی بھی مہر پر متفق ہو جائیں، چاہے وہ قلیل ہو یا کثیر، جبکہ عورت اس پر راضی ہو

رہا مسئلہ وہ مدت جو انہوں نے اکٹھی گزاری ہے، ہم امید کرتے ہیں کہ اللہ سبحانہ وتعالی انہیں معاف فرمائیگا، اور اگر انہیں اس عرصہ میں اولاد بھی حاصل ہوئی ہے تو یہ اولاد شرعی ہے کیونکہ ان کے خیال میں یہ عقد نکاح صحیح تھا

واللہ اعلم.